منو بھائی

مریضوں کو ڈاکٹروں سے بچائیے

(بسلسلہ ائی ایم ایف اور ورلڈ بینک)

دنیا کی واحد یعنی اکلوتی بلکہ تن تنہا "سپر پاور"... امریکہ کے لئے ۱۹۹۷ء کا سال ایک نہایت خوفناک صورتحال لے کر آیا ہے جو اس کی سپر پیسی کا بھرم کھولنے کے علاوہ اس کے وجود کو بھی ختم کر سکتی ہے۔ امریکہ کے لئے نئے سال کا پہلا اور انتہائی خطرناک تحفہ امریکہ کے اپنے "بغل بچے" اسرائیل کی مکمل ہڑتال ہے اور یہ مکمل ہڑتال امریکہ کے ایک اور بغل بچے آئی ایم ایف کی طرف سے ٹھونسی جانے والی شرائط اور امریکہ کے دباؤ میں اختیار کی جانے والی پرائیویٹائزیشن (نج کاری) کی پالیسی کے خلاف اسرائیلی قوم کے متفقہ اور بھرپور احتجاج بلکہ استرداد کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ اسرائیل کی سب سے بڑی مزدور تنظیم ٹریڈ یونین فیڈریشن "ہسترادوت" کی طرف سے پورے ملک کے کارخانوں، فیکٹریوں اور دیگر پیداواری یونٹوں میں ہڑتال گزشتہ سال کے آخری چار دنوں سے جاری تھی۔ مگر ۳۱ دسمبر کو مکمل عام ہڑتال کو گزشتہ پچاس سالوں کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ کامیاب ہڑتال قرار دیا جارہا ہے۔ اور اس کی تصدیق ابلاغ عامہ کے تمام عالمی ذرائع جن میں "بی بی سی" بھی شامل ہے، متفقہ طور پر کرتے ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ اسرائیل بہت جلد امریکہ کے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور کوئی بعید نہیں کہ وہ امریکہ کے خلاف ممالک... ایران اور عراق کی صف میں کھڑا دکھائی دے بلکہ دوسرا لیبیا بن جائے۔

امریکہ کا ایک اور بغل بچہ... جنوبی کوریا بھی امریکہ کی بغل سے کھسکتا پھسلتا دکھائی دے رہا ہے۔ جنوبی کوریا کے مزدوروں، کارکنوں اور محنت کشوں نے گزشتہ دنوں پچھلی نصف صدی کا سب سے بڑا مظاہرہ کیا جو آئی ایم ایف کی شرائط اور پرائیویٹائزیشن کی پالیسی کے خلاف تھا اور جس سے پریشان ہو کر بلکہ گھبرا کر جنوبی کوریا نے شمالی کوریا سے دوستی کے معاہدے شروع کر دیے ہیں۔ اس خوفناک مظاہرے کی شدت اور شہرت اور اثرات کو دبانے کے لئے مغربی ذرائع ابلاغ اپنے نشریاتی منظر ناموں میں دکھا رہے ہیں کہ جنوبی کوریا والوں نے شمالی کوریا کی جس آبدوز کو تباہ کرتے ہوئے اس کے بیس فوجیوں کو ہلاک کردیا تھا ان کی راکھ "خیر سگالی" کے طور پر شمالی کوریا کو بھیج دی ہے۔

بی بی سی نے اپنے ایک نشریئے میں ویت نام کے ہوچی منہ سٹی میں تعمیر ہونے والے فائیو سٹار ہوٹل کو اپنی بنیادوں سے اٹھتے دکھایا اور اس کے ساتھ ہی ویت نام کے ایک ماہر اقتصادیات کا انٹرویو بھی نشر کیا جو امریکہ، عالمی بنک اور آئی ایم ایف کے خلاف زہر اگل رہے تھے اور واضح الفاظ میں عالمی مالیاتی اداروں پر الزام لگا رہے تھے کہ یہ ادارے ہمارے ملکوں میں ترقیات کے لئے سرمایہ کاری نہیں کرتے بلکہ یہاں لوٹنے کے لئے آتے ہیں۔ انہوں نے یہ اندیشہ بھی ظاہر کیا کہ مغربی دنیا ویت نام کو عیاشی اور عصمت فروشی کا اڈہ بنانا چاہتی ہے جیسے کہ اس نے وسط

ایشیا کی ریاستوں کو بنایا ہے اور وہاں کی عورتوں کو دنیا کے تمام عیاشی کے اڈوں میں پھیلادیا ہے۔

یہ اعداد و شمار بھی ہمیں مغربی ذرائع سے فراہم کیے جا رہے ہیں کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران یعنی پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے بعد سے اب تک دنیا کے مختلف ملکوں میں ۱۶۲ بڑے جنگی تصادم ہو چکے ہیں یا جاری ہیں جن میں اب تک پندرہ کروڑ تیس لاکھ انسان مارے جا چکے ہیں۔ اور یہ تعداد پہلی اور دوسری عالمی جنگوں میں مارے جانے والے لوگوں کی مجموعی تعداد سے دوگنی ہے۔ کمپوچیا میں بیس لاکھ انسان مارے گئے جو وہاں کی مجموعی آبادی کا چالیس فیصد ہے۔ گوئٹے مالا میں گزشتہ ۳۶ سالوں کے دوران مارے جانے والے لوگوں کی تعداد ۵۰ ہزار اور پیرو میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۳۰ ہزار ہے ان تمام جنگوں کے پیچھے براہ راست یا بالواسطہ دونوں طرح سے مغرب کے سرمایہ داری نظام کے مفادات کام کر رہے تھے اور ابھی تک رہے ہیں مغربی سرمایہ دارانہ نظام کو اب مختلف ملکوں میں مسلح اور خونریز تصادم کرانے کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ ممالک اب اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے دوسرے ملکوں میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مسلح تصادم کراتے ہیں اور وہاں کی فوجوں کو وہاں کے لوگوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ جن ملکوں کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام "حالات امن" کی جنگوں کے ذریعے تباہ و برباد کرتا رہا ہے انہیں اب عالمی جنگ، آئی ایم ایف اور دیگر مالیاتی اداروں کے ذریعے لوٹ رہا ہے۔

دنیا کے تمام غریب اور پس ماندہ یا نام نہاد ترقی پذیر ملکوں میں اب یہ شعور بہت تیزی سے بیدار ہو رہا ہے۔ کہ ان کی مدد اور ان سے اقتصادی تعاون کے نام پر انہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے اور غریب ملکوں میں شعور کی اس بیداری میں مغربی سرمایہ دارانہ نظام کو اپنی موت واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اب امریکہ کے اپنے بغل بچے اور "لے پالک" بھی اب امریکہ کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اور اسرائیل اور جنوبی کوریا، ویت نام، سویڈن، جاپان اور خود برطانیہ میں امریکی مالیاتی سازشوں کے خلاف مظاہرے اور ہڑتالیں زور پکڑتی جا رہی ہیں اور صاف دکھائی دے رہا ہے کہ اگلی صدی کے ابتدائی سالوں میں امریکہ دنیا کی واحد یعنی اکلوتی بلکہ تن تنہا سپر پاور نہیں رہے گا اور اس کی اپنی ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جائے گی۔ ("گریبان"۔ روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۲ جنوری ۱۹۹۷ء)

(۲)

"سرمایہ دارانہ نظام کی موت میں عالمی اداروں کا بھی ہاتھ ہوگا جو امریکہ کے سالانہ بجٹ میں ۱۲۱ ارب ڈالر کا خسارہ پورا کرنے کے لئے پوری دنیا کے ملکوں پر اپنی شرائط مسلط کر رہے ہیں اور جن میں پیش پیش انٹر نیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) ہے جو عالمی معیشت میں بے روزگاری کا زہر گھول کر "نظام زر" کو اس کی باقی ماندہ طبعی زندگی سے بھی محروم کر رہا ہے جس کا سب سے زیادہ نقصان خود امریکہ کو پہنچے گا"...... یہ بات میں نہیں کہہ رہا ایک کروڑ تیس لاکھ ارکان پر مشتمل فیڈریشن آف امریکن لیبر یونینز کے صدر جان جے سووینی کہہ رہے ہیں جن کا اسی موضوع پر ایک مضمون ۲۴ فروری کے "دی نیوز" لاہور میں بھی شائع ہوا ہے جو آئی ایم ایف کی عائد کردہ شرائط پر عمل کرنے والے ملکوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ سووینی کا کہنا ہے کہ آئی ایم ایف جیسے عالمی مالیاتی ادارے اپنی احمقانہ اقتصادی پالیسیوں اور مالیاتی اصلاحات کے نفاذ کے ذریعے یورپی ممالک میں ۱۹۷۹ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیانی عرصہ میں چار کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ لوگوں کی ملازمتیں ختم کرنے اور انہیں بے روزگاری کے جہنم میں دھکیلنے کا سبب بن چکے ہیں۔ ان میں سے دو تہائی لوگ پہلے سے بہت کم تنخواہوں اور اجرتوں پر روز افزوں مہنگائی اور بڑھتی

ہوئی جدید ضروتوں کامقابلہ کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں اور ایک چوتھائی کے لئے جرائم کی دنیا کارخ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ساڑھے چار کروڑ گھرانوں کی معاشرتی زندگی بری طرح متاثر ہورہی ہے اور ان کی قوت خرید میں ہونے والی کمی ان ملکوں کےمعاشی حالات پر بھی اثر انداز ہورہی ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ہوگئے۔ چنانچہ کسی بھی متبادل نظام معیشت کی طرف متوجہ ہوسکتے ہیں۔

اتنے کم عرصہ میں اتنی زیادہ بے روزگاری یورپی ملکوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران بھی نہیں دیکھی تھی مگر نصف صدی پہلے کی بے روزگاری اور آج کے دور کی بے روزگاری میں وہی فرق ہے جو پیدائشی اندھوں کے دکھ اور بہت کچھ دیکھ کر اندھے ہوجانے والوں کی اذیت میں ہوتا ہے۔ پچاس سال پہلے لوگ بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشی کا سوچتے تھے مگر آج انہیں جرائم کی راہیں اختیار کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ نصف صدی پہلے لوگوں میں برداشت کی قوت زیادہ تھی۔وہ آسودگی اور فراوانی کےزیادہ عادی بھی نہیں ہوئے تھے مگر اب جب کہ بہت سی آسائشات ضروریات زندگی میں بدل چکی ہیں لوگوں کے اعصاب بے روزگاری کے آسیب کامقابلہ نہیں کرسکتے۔ یورپی ممالک میں چار کروڑ تیس لاکھ آسامیوں کی کمی ،اداروں کے سائز کم کرنے اور غیر پیداواری اخراجات میں کمی کرنے کے سلسلے میں ہوئی ہے جو کہ آئی ایم ایف جیسے اداروں کامحبوب ترین فلسفہ ہے۔اس کے علاوہ مزدور تنظیموں اور ٹریڈ یونین کی طاقت اور اختیارات میں کمی کرنے سے بھی بے روزگاری پھیلائی گئی ہے۔ جس سے معاشی اور معاشرتی مسائل کے علاوہ طبی مسائل بھی پیدا ہوگئے ہیں۔ اعصابی اور ذہنی امراض میں خوفناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے مگر ان تمام مسائل سے عالمی بینک اور آئی ایم ایف والوں کو کوئی سروکار نہیں ہے، وہ محض "کیلکولیٹر" سے سروکار رکھتے ہیں اور یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ کسی ملک کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ اس کے عوام ہوتے ہیں ان کے لئے دنیا کے سب سے زیادہ قیمتی لوگ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ڈائریکٹرز ہوتے ہیں، چنانچہ سرمایہ دارانہ نظام میں وہی ترقی کے سرچشمے ہوتے ہیں اور جس قسم کی ترقی وہ لاتے ہیں وہ کسی ملک کے عوام کی خوشحالی کا سبب نہیں بنتی صرف ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اثاثوں میں اضافہ کرتی ہے اور دنیا کے ۳۵۸ افراد کے پاس دنیا کی ۴۵ فیصد آبادی سے زیادہ دولت جمع ہوجاتی ہے اور ان ۳۵۸ افراد میں برونائی کے سلطان اور آغا خان شامل نہیں ہوتے۔ ان سب کا تعلق مالی اور ترقیاتی تنظیم (او ای سی ڈی) کے ۲۶ امیر ملکوں سے ہوتا ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیاں بہت سے ملکوں سے بھی بڑی ہوجاتی ہیں۔ "جنرل موٹرز" کی سالانہ "سیلز" ڈنمارک کی مجموعی قومی پیداوار سے زیادہ، فورڈ کمپنی کی سالانہ آمدنی ساؤتھ افریقہ کی سالانہ آمدنی سے زیادہ اور "ٹیوٹا" کاسالانہ منافع ناروے کے سالانہ قومی بجٹ سے زیادہ ہوجاتا ہے۔

جان جے سوڈسی کادعویٰ ہے کہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے کسی بھی اقتصادی اور معاشی "نسخے" نے کسی بھی ملک کی بیمار معیشت کو صحت عطا نہیں فرمائی مگر لازمی طور پر اس کی بیماری میں اضافہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ساؤتھ کوریا، ارجنٹائن، فرانس، جرمنی اور میکسیکو میں بڑھتی ہوئی بلکہ شدت اختیار کرتی ہوئی بے چینی اور اضطراب کا حوالہ دیا ہے اور بتایا ہے کہ ایشیا کے جن ملکوں نے دور جدید میں ترقی کی ہے اور "ایشین ٹائیگر" بنے ہیں انہوں نے یہ کامیابی آئی ایم ایف کےنسخے کو قبول کرکے نہیں بلکہ مسترد کرکے ہی حاصل کی ہے چنانچہ ایسے ڈاکٹروں سے مریضوں کو بچانے کی ضرورت ہے۔("گریبان"۔ روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء)